Lesson 4: Nahl (Ayaat 65- 79): Day 14 سُوْرَۃُالنّحل کی تفسیر

سبق پہ جانے سے پہلے آیتوں کا خلاصہ دیکھیں گے۔ آج کا سبق بہت ساری تفصیلات سے بھرپور ہے جس میں اللہ تعالی نے اس کائنات میں چلتے پھرتے ایسے کردار ہمارے سامنے پیش کیے کہ جن سے کام کرنا سیکھ لیں تو پھر ہمارے کام بہترین ہوں۔

پورے سبق کا تھیم یہ ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی کام کے بنو۔ وہ لوگ بے کار ہوتے ہیں جو حالات کا شکوہ کرتے ہوئے اپنی خوبیوں کو بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلی مثال ہمارے سامنے جانوروں کی آئے گی کہ جانور گھاس کھاکے دودھ دیتے ہیں۔ گھاس ایک ایسی چیز ہے جس کو کوئی کھانا پسند نہیں کرتا اور دودھ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے فائدے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، تو گویا کہ فطرت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ تم پر جیسے بھی حالات ہیں، تم کام کے بنتے جاؤ۔ لوگوں کے نفع کے بنو گے تو اللہ تعالی تمہیں ضرور فائدے کا بنادے گا۔ دوسری مثال شہد کی مکھی ہے کہ یہ مکھیاں کائنات کو کتنی کام کی چیز دیتی ہیں۔

پھر اس کے بعد کچھ مثالیں ہیں، جس میں توحید اور شرک کے فرق کو بتایا گیا کہ تم اپنے غلاموں کے ساتھ بھی وہ رویہ پسند نہیں کرتے، جو تمہارے خیال میں اللہ تعالی نے چند نیک لوگوں کے ساتھ کیا ہوا ہے اور ان کو اپنے خدائی میں شامل کر دیا، یا ان کو اختیارات دیئے۔ بہت سارے لوگ کچھ باتیں ایسی کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی اللہ پہ بہت چلتی ہے اور اللہ تعالی ان سے کاموں میں مدد لیتے ہیں۔ تو انشاء اللہ آج ہم اس مثال کو سمجھیں گے۔

پھر اگلی چیز اس سبق میں ہے ''پوتا''، اولاد کی اولاد۔ ان کے ساتھ انسان کا تعلق کیسا ہوتا ہے۔

جب یہ نعمتیں انسان کے پاس آنے لگیں تو انسان کا رویہ کیسا ہونا چاہیے۔ پھر آخر میں انسان کو اس کی اصل دکھائیں گی کہ تم ماں کے پیٹ سے نکلے ہو اور کیسے نکالے گئے اور اس دنیا میں آکر تمہیں ضروریات کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ تم ان کو پاکر اللہ کے بنو اور ساتھ ہی ساتھ ہم عمل کی بات ضرور کریں گے کیونکہ یہ باتیں دیکھنے میں عام لگتی ہیں لیکن ان باتوں کو جب تک ہم اپنی زندگی میں لے کر نہیں آئیں گے تو بات سمجھ نہیں آئے گی۔

وَاللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۵﴾

اور خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے،

اشارہ ہے کہ جب زمین خشک ہوتی ہے تو مردہ اور بنجر ہی لگتی ہے اور وہاں سے گزرنے والا کوئی شخص سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہاں سے دوبارہ سبزہ اُگے گا۔ لیکن اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ اس پانی کو زمین پر ڈالتا ہے تو وہ زمین ایسے چمک اٹھتی ہے کہ ایسے لگتا ہے کہ اس میں زندگی کی رونق آگئی اور فرمایا اس میں اس قوم کے لئے نشانی ہے جو سنتی ہے۔ جہاں یہ قرآن نازل ہو رہا تھا، وہاں لوگ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے عقیدے کے منکر ہو چکے تھے۔

پیچھے بھی یہ بات گزر چکی ہے کہ اس عقیدے کو ماننے کے بعد پابندیاں لگتی ہیں۔ دوبارہ جی اٹھنا کوئی کھیل نہیں ہے، لہذا وہ یہ سوچتے تھے کہ نہ مانو اور نہ عمل کرنا پڑے۔ اور لوگوں کا گمان بھی یہی ہوتا ہے کہ جس چیز کو ہم مانتے ہیں بس اسی چیز کا حساب ہو گا۔ جس اصول کو میں نے دل سے مان لیا بس

اسی کے بارے میں پوچھا جائے اور جس اصول کو میں نے مانا ہی نہیں تو کون ہے جو مجھے اس کے بارے میں پوچھے گا۔ اللہ تعالی نے یہاں بات بتادی کہ اس میں اس قوم کے لئے نشانی ہے جو سنتی ہے۔ لفظ یَّسۡمَعُوۡنَ پہ غور کیجیے گا کہ "سننے والے ہی عبرت پاتے ہیں"۔ لَاٰيَةً. البتہ نشانی،لَاٰیَ نشانی کو کہتے ہیں۔ نشانی سے راستے کا تعین آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات میں چاروں طرف اس بات کی نشانیاں ہیں کہ لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور تم اپنے آپ کو اسی کے ساتھ جوڑو۔ کائنات میں یہ پھیلی ہوئی نشانیاں انسان کو اللہ تک اور اللہ تعالی کی قدرت تک پہنچاتی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ انسان سُنے، سننا ہدایت کا دروازہ کھولتا ہے۔ آج سننا نہ چھوڑیں، ورنہ سُن ہو جائیں گے، بعض دفعہ سننے کے بعد قدر نہیں رہتی۔ آپ کچھ دن سننا چھوڑیں، پھر دل پہ جو زنگ چڑھے گا اور بوجھ پڑے گا تو اس کے بعد پھر اللہ آپکو کسی درس میں کسی کے پاس لے جائے، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نہیں رکیں گے، آپ کہیں گے کہ کتنا اچھا لگتا تھا کہ میں سنتی تھی۔ شرط ایک ہے کہ سننا جانوروں والا سننا نہ ہو، انسانوں کا سننا ہو۔

انسان جو سنتا ہے، اس کے سننے کا اثر دل پہ پڑتا ہے اور جانور جو سنتا ہے اس کا اثر صرف کانوں تک ٹکراتا ہے۔ علامہ اقبال کے زبور عجم میں کچھ فارسی کے اشعار ہیں جس میں سننے کے بارے میں وہ بہت پیاری بات کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جو سانس تم لیتے ہو یہ بھی تو اللہ کا ایک پیغام ہے۔ یہ کس بات کا پیغام ہے کہ اللہ نے تمھیں پیدا کیا، ہم خود اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتے، پھر کہتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ تم اس پیغام کو سنتے ہو یا نہیں سنتے، یہ درست ہے کہ تم خاک سے بنے ہو۔ مگر تمہارے اس خاکی وجود کے اندر ایک نور اور جلوۂ رَبَّانِی بھی موجود ہے۔ یہ جلوۂ رَبّانِی تمہاری روح میں

پھونکی گئی اور یہ جلوۂ ربانی ہی تو ہے جس سے تم دیکھتے ہی نہیں ہو۔ تمہیں پتہ ہی نہیں تمہارے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ سورۃ الذاریات آیت 21 میں بھی ہم پڑھیں گے وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡؕ تمہارے تو اپنے نفسوں میں بھی نشانیاں ہیں اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ کیا تم غور نہیں کرتے، سوچتے نہیں ہو۔ تو بات یہ ہے کہ انسان آنکھیں کھول کے جیئے۔ جو آپ کی زندگی رہ گئی ہے اور جو گزر گئی اس کو چھوڑ دیں، اس پہ آنسو نہ بہائیں، وہ واپس نہیں آئے گی۔

آج کے بعد ہم نے ہر چیز پر غور کرنا ہے میرے ساتھ یہ کیوں ہوا، میں بیمار کیوں ہوئی، میں صرف صحت مند کیوں ہوں، مجھے کوئی غم کیوں نہیں، میرے خاوند اتنے اچھے کیوں ہیں، میرے شوہر اتنے غصے والے کیوں ہیں، میرے بچے اتنے اچھے کیوں ہیں، میرے بچے اتنی عاجزی کیوں ہے، میرے بچے میری سنتے کیوں نہیں، ہر اچھی اور بری بات کو آپ سوچنا شروع کر دیں تو انشاء اللہ لِقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ میں آپ کا شمار ہو گا۔

ہم بس کچھ اور ہی ہواؤں میں رہتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اشارے سمجھ نہیں آتے۔ آپ مہمانوں کے سامنے اپنے بچے کو اشارہ کریں کہ پانی لاؤ یا جوس لاؤ اور بچہ اس وقت کانوں میں کچھ لگا کے اپنی دنیا میں کھویا ہو، آپ اشارہ کریں، آپ کچھ کہیں اور وہ نہ سنے تو آپ کو کیسا لگے گا، غصہ آئے گا نا، بعد میں آپ کہیں گے کہ میں نے آپ کو اتنے اشارے کئے، آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب کوئی ہمارے اشارے نہیں سمجھتا تو ہمیں غصہ آتا ہے، اسی طرح اللہ کی ذات نے اس کائنات میں سیکھنے والی اتنی چیزیں رکھی ہیں کہ اگر کوئی سیکھنے والا ہو تو وہ ہر چیز سے سیکھے گا۔ جس سے آپ نے سیکھا وہ اُستاد بن گیا لہٰذا غور و فکر کرو۔ ایک شعر ہے

اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن، جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا۔

اچھی چیز کو اچھا کہنا بھی خوبی ہے لیکن اگر ہم نے اس کی اصل حقیقت نہیں سمجھی تو فائدہ نہیں ہو گا۔ سورۃ النحل میں تکرار کے ساتھ غور و فکر کی بات ہے اللہ کی نشانیوں کو دیکھو، سنو، غور فکر کرو اور اس میں سبق حاصل کرو لہذا آپ اندر سے جواب لیں کہ کیا آپ سننے کے لئے تیار ہیں۔ غور و فکر کے لیے اگر آپ کے اندر مادہ موجود ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جو بھی آپ بتائیں گے ہم حاضر ہیں اور میں اپنی سوچ ادھر سے ادھر نہیں کروں گی اور میں اس بات کو ایسے سنوں گی کہ جیسے یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے صرف میرے لئے اتارا ہے۔ جب تک کوئی کام ہم اپنے اوپر نہیں لیں گے، وہ نہیں کرتے۔ اگر کوئی شک میں پڑ جائے کہ یہ کام ہم کر لیں یا کوئی اور کر لے تو وہ کام کوئی بھی نہیں کرتا۔ ہر ایک نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی تو کر لے گا اور کسی نے بھی نہیں کیا۔

جب ہم یہ کہیں گے کہ یہ پورے 23 سال قرآن کا نزول جو رہا صرف میرے لیے تھا کہ جس کے لئے اللہ تعالی نے اتنا اہتمام کیا جبرائیل کو بھیجا، نبی کو بھیجا اور پھر نبی کو تکالیف ملیں۔ پھر تب سے لے کے آج تک جتنے مفسرین نے تفسیریں کیں، جتنوں نے جو کچھ کیا یہ سب میرے لیے ہوا، تو پھر ہم محسوس کریں گے کہ اس کتاب کے ساتھ میری اٹیچ منٹ میں کتنا فرق ہے۔ ہم اسکو بڑا معمولی لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اب تم بے کار چیزوں کو چھوڑو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتاب دی ہے اس پر غور و فکر کرو۔ ابھی تک تم نے زندگی میں بہت کچھ اِدھر اُدھر کی تکلیفیں بھی سہی ہیں تم نے لوگوں کو بہت وقت دیا ہے۔ اب ایک دفعہ اس کتاب کو دے کر دیکھو کہ کیسے مردہ زمین زندگی کا ثبوت دیتی ہے۔

اس ایک جملے میں یعنی آیت 65 میں ایک پیغام ہے کہ اگر آج تمہاری زندگی ویران ہے، چٹیل بنی ہوئی ہے، کوئی خیر آج تک تم سے نہیں پھوٹی، پھر بھی تم منتظر رہو۔ کل تم سے اللہ کوئی بہت بڑا کام لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ ایمان کی ایک بہت اعلیٰ سٹیج ہوتی ہے، بندہ اپنے بارے میں ہر وقت خوش گمان رہے، کل میرے حالات بہت اچھے ہوں گے، کل سے میرا ترجمہ بہت اچھا ہو گا، کل سے میرا عمل بڑھ جائے گا کل سے قرآن سن کے مجھے رونا آئے گا، کل سے قرآن سننے کے بعد میرے دل کی دنیا بدل لے گی، جب ہم اپنے آپ کو اس سوچ کے ساتھ باندھیں گے ، پھر زندگی سے خیر پھوٹنی شروع ہو گی اور کتنی ناممکن چیز ہے جو ہم ہر سال میں کم از کم دو دفعہ تو دیکھتے ہیں خزاں کے بعد جب سبزہ آتا ہے، اس کے بعد سبز درختوں سے پتے گرتے ہیں۔ یہ سب اللہ کرتا ہے۔ انسان کو ہر ڈپریشن سے اللہ تعالیٰ نکال رہا ہے۔ آیت پر غور کرتے ہوئے کہا، پہلی چیز غور کرنے کی ؛

وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ

﴿٦٦﴾ اور تمہارے لیے چارپایوں میں بھی (مقام) عبرت (وغور) ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو گوبر اور لہو ہے اس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔

لَعِبۡرَةً کا معنی ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا، اردو کا ایک لفظ ہے دریا عبور کیا، پل عبور کیا، وہی چیز ہے تو پھر عبرت کیسے ہو گی۔ اور ہم عبرت اس طرح لیتے ہیں کہ دوسرے کے حالات کو دیکھتے ہیں اور پھر ہم نصیحت لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تمہارے لئے جانوروں میں ایک عبرت ہے، حکمت ہے۔ تخلیق پر غور کرو ہم کیا کرتے ہیں نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ ہم پلاتے ہیں، لفظ "ہم" پر قربان جائیں

، جیسے ماں کہتی ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے پلاؤں گی۔ اللہ کی محبت ہے، ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والی ذات کہتی ہے ہم پلاتے ہیں تم کو، کتنے پیار سے رب پلاتا ہے۔ کہاں سے پلاتا ہے مِّمَّا فِي بُطُونِهِ اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے۔ انعام جمع، مونث، مذکر سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو کہا کہ ہم تمہیں ان کے بُطُوْن سے پلاتے ہیں۔ بُطُوْن، بطن کی جمع ہے۔ اردو میں بھی بولتے ہیں ظاہر اور باطن۔ تو بطن پیٹ کو کہتے ہیں، چھپی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگوں کا پیٹ نہیں چھپتا، پہلے ساڑھی میں سے نہیں چھپتا تھا اور اب ایسی چھوٹی قمیضیں ہیں ہے اس میں سے نہیں چھپتا، بہر حال بطن چھپی ہوئی چیز ہی کو کہتے ہیں، ہم پلاتے ہیں تمہیں ان کے پیٹوں میں سے، یہ سب کہاں سے آتا ہے مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ جو گوبر اور خون میں سے، فرث کہتے ہیں وہ گوبر جو پیٹ اور معدے میں موجود ہے۔ ایک تو وہ فضلہ ہوتا ہے گائیں اور بھینسوں کا جو ہمیں باہر سے دکھتا ہے، سبز رنگ کا گوبر ہے اس کو "روث" کہتے ہیں، وہ جو باہر آتا ہے لیکن خود بھی اپنے جسم پر قیاس کر کے سوچیں جسم میں جتنی گندگی ہے وہ ساری تو نہیں نکلتی تھوڑی تھوڑی جمع ہوتی رہتی ہے پھر سات آٹھ گھنٹے کے بعد حاجت ہوتی ہے آپ جسم سے گندگی نکالتے ہیں اور وہ گندگی جو ابھی جسم کے اندر موجود ہے اسکو فَرْثٍ فرث کہتے ہیں یہ سب کس نے بتایا، آج سے چودہ سو سال پہلے ڈاکٹروں کو تو نہیں پتہ تھا۔ کیا پلاتے ہیں، کیسے پلاتے ہیں لَّبَنًا خالص دودھ کو کہتے ہیں اور عرب آج کل لسی کو بھی لَّبَنًا کہتے ہیں، لیکن دودھ کو کہتے ہیں۔ یہ خالص ہوتا ہے کوئی اس میں پانی نہیں ڈالا ہوتا۔ جب بھینس کے پیٹ میں سے دودھ نکلتا ہے تو بالکل اس کی کمپوزیشن دودھ ہی کی ہوتی ہے، وہ دودھ کیسا ہوتا ہے سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ پینے والوں کے لیے بڑا ہی مزے سے حلق سے گزر جانے والا۔ سَآئِغًا 'سوغ' کو کہتے ہیں،

کھانے پینے کی وہ چیز جو مزے سے حلق سے اتر جائے۔ کچھ چیزیں بڑی مشکل سے اترتی ہیں، کھانا اچھا نہ ہو تو حلق میں اٹکتا ہے۔ یعنی دودھ اتنی سوفٹ چیز ہے کہ یہ حلق میں اٹکتا نہیں ہے بلکہ جو کچھ نہ کھائے اس کو بھی دودھ ملتا ہے اور دودھ انسان کی پہلی اور آخری غذا ہے۔ بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کے منہ میں ماں کا دودھ ہی جاتا ہے اور جب بوڑھوں کے دنیا سے جانے کے وقت قریب آتے ہیں تو کچھ نہیں پی سکتے تو کہتے ہیں چلیں دودھ پی لیں۔ اس کے بڑے فضائل ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کوئی دودھ پیش کرے تو اس کو پی لو اور اگر خواب میں آپ دیکھو کہ کوئی دودھ پلا رہا ہے یا آپ اس کو پلا رہے ہیں تو یہ علم ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب ہے جو حضرت عمر کے بارے میں آپؐ نے دیکھا، عمرؓ کے علم کو دودھ سے تعبیر کیا گیا۔ تو دودھ بہت قیمتی چیز ہے۔ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ہم تم کو پلاتے ہیں جو بڑے آرام سے گزر جاتا ہے۔ اب ہم تھوڑا سا غور کریں گے چونکہ اللہ تعالی نے پہلے ہی کہہ دیا ہے لَعِبْرَةً تمہارے لیے عبرت ہے تو آپ دیکھیں گے کائنات میں یہ چلتی پھرتی چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں آج دنیا میں اتنی ترقی کے باوجود یہ نہیں ہوا کیا آپ کسی مشین میں ایک طرف سے چارہ ڈالیں اور دوسری طرف سے دودھ نکالیں۔ آج آرٹی فیشل بھی دودھ بنے لیکن یہ کالے رنگ کی گائے بھینس بکری جو ہمیں چاروں طرف نظر آتی ہیں یہ چارہ اور توڑی کھاتی ہیں۔ اگر اس کا ایک ہلکا سا ذرہ ہمارے گلے میں اٹک جائے تو ہماری آنکھوں میں پانی آجائے۔ کچھ ایسی جڑی بوٹیاں بھی لوگ جانوروں کے آگے ڈالتے ہیں جس سے دودھ میں بھی بُو آتی ہے لیکن جب وہ سب کچھ ڈالتے ہیں اور پھر اندر سے جو اس کی چیزیں نکلتی ہیں وہ کیسی ہوتی ہیں یہ سب کیسے ہوتا ہے یہ کس کا پروگرام ہے، جب انسان کائنات پر

غور کرتا ہے تو اس کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالی نے آج سے چودہ سو سال پہلے دودھ کو بُطُوۡنِ بتا دیا تو آج کی سائنسدان نے بھی وہی بتایا کہ گائے کے ایک نہیں چار پیٹ ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں ہم ایک سمجھ رہے ہوتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں چار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے اس وقت بتا دیا تھا تو یہ بات سچ ہی ہو گی اور اس کے درمیان جو پراسیسنگ ہوتی ہے وہ امیزنگ ہے۔ جو دیکھنے میں اس کا ایک پیٹ ہے اُس کو "اوجھڑی" کہتے ہیں۔ اس کے اندر چار خانے ہوتے ہیں۔ گائے سبز چارہ کھاتی ہے، پھر اس کے بعد یہ سارے پروسیس سے گزر کے چارہ اس کے پہلے پیٹ میں جاتا ہے۔ جب اس کے اندر جاتا ہے تو اس کے اندر کچھ ایسے کیمیکلز پروسیس ہوتے ہیں کہ اس کی چیزیں اندر سے الگ ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ سب گزرنے کے بعد اس کے اندر کچھ انتڑیاں ہوتی ہیں۔ پیٹ کے چار حصوں میں سے پہلے کو Rumen، دوسرے کو Reticulum تیسرے کو Omasum اور چوتھے کو Abomasum کہتے ہیں۔

اس ہر حصے کا ایک الگ کام ہے۔ اس کے اندر اللہ کی ذات نے کیا کیا مشینیں لگائی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس حصے میں کیا ہے۔ یہ چار پیٹ باہر سے ایک لگتے ہیں۔ یہ سب کس کو پتہ تھا۔ صرف ایک گائے یا بھینس پہ غور کریں۔ اس بھینس میں اتنی طاقت تھی، اس کو کس نے عقل دی کہ چارے کے ساتھ کیا کرو اور کیسے کرو۔ اس میں بے شمار حقائق ہیں۔ عام طور پر ایک گائے کا وزن ایک ہزار سے پندرہ سو پاؤنڈ ہوتا ہے۔ یہ دن میں آٹھ بار کھانا کھاتی ہے۔ یہ ایک دن میں 118 پاؤنڈ چارہ کھا جاتی ہے۔ 30 سے 40 گیلن پانی پی جاتی ہے۔ گائے کو اپنے چارے کو ہضم کرنے کے لئے 40 سے 60 ہزار دفع اپنے جبڑے ہلانے پڑتے ہیں۔ گرائنڈر چلائیں تو کتنی زیادہ آوازیں آتی ہیں، اسکے اندر بھی

بڑے بڑے گرائنڈنگ یونٹ لگے ہوئے ہیں کہ اگر یہ باہر کی دنیا میں ہوں تو جہاں گائے ہو وہاں کسی اور کی آواز نہ آئے۔ پہلے معدے میں 140 گیلنز کھانا آجاتا ہے۔ گائے کے تھنوں میں ایک وقت میں آٹھ کلو تک دودھ جمع ہو جاتا ہے۔ چھ سال تک گائے دودھ دیتی رہتی ہے۔ لیکن دودھ گائے کا بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے۔ جب گائے کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچے کا پیدا ہوتے ہی وزن سو پونڈ کا ہوتا ہے اور پیدا ہونے کے اگلے دن اُٹھ کر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔

اب اس سے ہم اپنے لیے عمل کی بات لیں کہ اگر بُرے ماحول کا شکوہ کرتے ہوئے گائے کہتی کہ مجھے دیتے کیا ہو۔ مجھے چارہ کیا ملتا ہے، پچھلی آیت میں زمین کی مثال پڑھی گئی، مٹی کڑوی، پانی پھیکا، اور بیج کڑوا، مالٹے کا بیج اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ اگر جوس میں آجائے تو کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن کڑوے بیجوں میں سے میٹھے آم اور میٹھے مالٹے نکلتے ہیں۔

اُس آیت سے بھی یہی پتا کیا چلا کہ دنیا کی بے کار چیزوں سے بھی کارآمد چیزیں بناو۔ ری سائیکلنگ اور یہاں دیکھیں کہ اللہ کی ذات ہمیں ان چیزوں سے یہ سکھا رہی ہے کہ تم اپنے برے حالات میں بھی اچھی کوششیں کرو اور علم کا دودھ دوسروں کو دو۔ جب لوگ اپنی زندگی کو ایک مقصد کے تحت نہیں گزارتے، ان کی زندگی ایک گائے اور بھینس بن جاتی ہے۔ گائے اور بھینس پھر بھی دودھ دیتی ہیں لیکن ہم کیا دیتے ہیں۔ کیا میں نے انسانیت کو اتنا بھی نفع دیا جتنا نفع ایک گائے دیتی ہے۔ اگر ہمارے پاس صرف ایک ہفتہ پوری دنیا کی گائے بکریاں نافرمانی کریں کہ ہم دودھ نہیں بنائیں گی تو دنیا میں دودھ کی سپلائی بند ہو جائے، بڑے بڑے یونٹ بند ہو جائیں، انڈسٹریز بلاک ہو جائیں اور دنیا میں قحط پڑ جائے۔ تو کائنات کی ہر چیز اللہ کی بات مان رہی ہے یہ کس کی خاموش پروگرامنگ ہے، اللہ کی

پروگرامنگ ہے۔ آپ جتنا مرضی سٹور کرلیں لیکن سب کو پتہ ہے کہ دودھ ایک ایسی چیز ہے جو زیادہ دنوں تک سٹور نہیں ہوتا۔ یہ کس کا احسان ہے ان گائے اور بھینسوں کا احسان ہے اور اللہ نے ان کے اندر اطاعت کا جذبہ رکھا۔ بالکل اسی طرح جب ہم انسان اپنا کام چھوڑتے ہیں تو دنیا میں وہی ابتری پھیلتی ہے جو آج پھیلی ہوئی ہے۔ جب ایک گائے اور بھینس دودھ دینا چھوڑے گی تو ابتری پھیلے گی۔ جب آج کے انسانوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑا، تو کیا اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہو گا۔ سب اس میں سے اپنے لیے تین سیکنڈ سوچیں اور نصیحت لیں۔ کہ مجھے اس گائے کی سب باتیں سن کر میں نے اپنے لیے کیا لیا۔ کیا حقیقت میں میں بھی ان ساری چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہوں اور پھر دودھ ایک ایسی عام چیز ہے، آپ تصور کریں کہ دودھ نکلے اور سرخ رنگ کا ہو، خون والا رنگ ہو، کیا پتا چلا کہ اندر سے ایک پائپ لیک کر گئی اور خون کا سرخ رنگ دودھ میں آگیا۔ کیا کبھی ہم نے دودھ پیا ہو اور اس میں سے پیشاب کی سمیل آئی ہو۔ انسانوں کی بنائی ہوئی پائپس کتنی جلدی خراب ہوتی ہیں لیکن دودھ کے اندر اللہ تعالی نے کس طرح خوبصورت نظام سیٹ کیا ہے۔ آج تک کبھی ہم نے یہ خبر نہیں پڑھی کہ فلاں علاقے میں بھینسوں کے دودھ سے یہ ہو گیا۔

تو پھر ہمیں بھی کام کا بننا ہے سورۃ مومنون میں بھی ہمیں یہی پڑھ چکے ہیں کہ 'ہم تمہیں جانوروں سے پلاتے ہیں'، سورہ یاسین آیت 73 میں آتا ہے وَلَهُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اور اُن کے اندر اِن کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی کو کارآمد بنانا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو بھینس یا گائے سے کمپیئر کرنے کو تیار ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اللہ ہمیں گائے بنادیتا، بھینس اور بکری بنا دیتا۔ ہم انسان بنے ہیں اور جو چیز انسان کھاتا ہے جانوروں انسانوں میں فرق سمجھئے

کہ جانور ناکارہ، حقیر اور ردی چیزیں کھا کر کارآمد چیزیں دیتے ہیں اور انسان کارآمد چیزیں کھا کر گندی چیزیں نکالتا ہے۔ درخت آکسیجن دیتے ہیں اور ہم کاربن دیتے ہیں۔ جب زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا رہ جائے، تو کیا پھر انسان اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ گائے چھوٹی چیز تو نہیں لگ رہی۔ آج کے بعد جب گائے پر نظر پڑے تو پھر واقعی یہ سوچیئے کہ اللہ یہ تیری قدرت کا ایک شاہکار ہے۔

صرف اس دودھ کو پیسچرائز کرنے کے لئے ایک یونٹ لگتا ہے۔ گائے کا تازہ دودھ کے فیٹس کا 5 9 فیصد ہمارے جسم میں گندگی نکالنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ دودھ پینے کے بعد واش روم جانے کی حاجت ہوتی ہے، پیٹ میں بل پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ فیٹ انتڑیوں کو نرم کرتا ہے اور دودھ جسم سے باقی گندگیوں کو نکالتا ہے۔ یہ جو ہول ملک کے نام پہ ہم دودھ پیتے ہیں یہ ہول ملک نہیں ہے۔ جب دودھ کو پیک کرنے کے لئے پیسچرائز کیا جاتا ہے، پیسچرائزنگ سے مُراد بڑے بڑے یونٹوں میں دودھ ڈال کے ہائی ٹمپریچر پر صرف بوائل کرنا ہوتا ہے۔ پھر ان کو فوری پیک کرتے ہیں۔ دودھ کو اتنا زیادہ گرم کرتے ہیں اس کے مالیکیولز ٹوٹ جاتے ہیں اور ٹوٹ کر دودھ کے اندر مکس ہو جاتے ہیں۔

جب ہم ہول ملک کا ایک گلاس پیتے ہیں تو سو فیصد فیٹ ہمارے کے جسم کو لگتی ہے۔ اسی لئے جب بچے ان ملکوں میں آتے ہیں تو ایک دم سے موٹے ہونے لگتے ہیں۔ کیونکہ چیز جو خالص ہے کھانا پینا خالص، اور کام کچھ نہیں کرنا ہاتھ نہیں ہلانا۔ ان ساری چیزوں کے بعد آخر میں جو بات نکلی کہ جتنا زیادہ ہم نیچرل لائف سٹائل رکھیں، اپنے بچوں کو یہ ساری چیزیں دکھائیں اور ان تک پہنچائیں۔ فطرت کے اصول میں گائے دوسروں کو زیادہ دے رہی ہے۔ دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو گائے کو پوجتے

ہیں۔ گاندھی جی کا ایک قول بڑا مشہور ہے کہ ہماری ماں سے تو گائے اچھی ہے کہ ہماری ماں نے تو دو سال دودھ پلا کے چھوڑ دیا اور گائے ہمیں ساری زندگی دودھ پلاتی ہیں۔ اگر گائے دودھ پلاتی ہے تو باقی جانور بھی تو بہت سے فائدے دیتے ہیں۔ ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر ہم ان کو اپنی زندگی میں لے آئیں تو زندگی میں بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ کچھ لوگ گائے کا دودھ پی لیتے ہیں، لیکن گوشت نہیں کھاتے، تو جس مقصد کے لئے جس چیز کو بنایا گیا ہے وہی کریں۔ آج کے ینگ بچوں کا یہ بھی ایک مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم گوشت نہیں کھائیں گے، جانور مارے جائیں گے ذبح کیے جائیں گے۔ اللہ تعالی کا اختیار ہے جس چیز کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور آپ اُس مقصد سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو وہ ضائع ہو جائیں گی۔

حکایت ہے کہ ایک شخص تھا، اس کی ایک گائے تھی۔ بہت بوجھ لاد رہا تھا اور اس کو چابک سے مسلسل مار رہا تھا کہ تیز چل۔ وہ گائے اپنی جگہ اکڑ گئی، جتنی دیر وہ چل سکتی تھی چلی جب اس کی ہمت جواب دے گئی تو اس نے کہا اللہ نے ہمیں بوجھ اٹھانے کے لیے نہیں پیدا کیا۔ بوجھ اٹھانا ہے تو گدھے پہ ڈالو۔ سچی بات ہے کہ گائے کو اللہ نے وزن اٹھانے کے لیے نہیں پیدا کیا۔ اگر اس کے اندر سے دودھ نہیں نکالیں گے اور اس کو کھائیں گئے نہیں تو وہ بہت جلد بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ آج ایک چھوٹی سی ایکٹیویٹی کرنی ہے، گھر جا کے ایک گلاس دودھ لے کر سارے گھر والوں کو بٹھا کر یہ ساری باتیں کرنی ہیں۔